مسز صوفیہ یوسف

مست توکلی

Abstract: - *Mast Tawakely is a poet of Balochi Language. He gained a reputation as a sufi poet. The various aspects of his work such as Baloch civilization, culture, scenic beauty, patriotism and such others have been brought to light to go through his poetry.*

بلوچی ادب میں مست توکلی کی شاعری کو وہی مقام حاصل ہے جو سندھی ادب میں سچل سرمست، پنجابی میں بلھے شاہ اور پشتو میں رحمٰن بابا کو حاصل ہے۔ان کے کلام میں موجود محبت اور صداقت کی وجہ سے ان کا پیغام لافانی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور اس جذبے کی صداقت نے ان کے پیغام کو سدابہار بنادیا ہے۔ بلوچی کے مشہور شاعر ملک محمد رمضان "مست توکلی" کے کلام کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"انیسویں صدی کے اس دُربیان شاعر کو عام طور پر سلوک وتصوف کا شاعر خیال کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک عام لوگوں کا یہ خیال شاعر اور اس کے فن سے ناواقفیت کی پیداوار ہے۔ ورنہ بنیادی طور پر مست توکلی ادب اور شاعری کے میدان میں ان پُرپیچ وخم راہوں کا رہ نورد اور منزلوں کا متلاشی ہے جس کا مست سے قبل جیالے بی برگ، شہ مرید اور جام درک نے تعین کیا تھا"۔(۱)

تقریباً ہر انسان کی زندگی میں چند واقعات اور حادثات کچھ اس طرح کے ضرور آتے ہیں، جن کے اثرات کے نتیجے میں کائنات کے تمام رنگ اسے پہلے کی نسبت عام آدمیوں سے مختلف دکھائی دیتے ہیں۔ 1831ء میں پیدا ہونے والا یہ بلوچ مست توکلی بھی گاؤں کے لڑکوں کی طرح ریوڑ کو چرانے والا عام چرواہا تھا۔لیکن ایک دن اس کے اندر چھپے موسم اور باہر کے ساون بہاروں کی Frequancy ایک ہوتے وقت ان کی نظر بلوچستان کی خوبصورت سرزمین پر خوبصورت پھول جیسی حوا کی بیٹی "سموٗ" سے ٹکرائی اور اس وقت سے

توکلی مستو مست دکھائی دینے لگے۔ان کے اس انداز کے تمام مناظر ان کی شاعری میں موجود ہیں۔

موسلا دھار بارش سے پریشان ہو کر اس سے بچنے کیلئے سرگرداں مست کو جب ایک خیمہ نظر آیا اور وہ پناہ لینے کے لیے وہاں پہنچے اور خاتونِ خانہ سمو نے ان کو پناہ دی، جہاں سے یہ سلسلہ شروع ہوا اس سارے واقعے کو مست کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:۔

"کوہ در بھانی پر موسلا دھار بارش ہوئی
رعد کی گرج اور بادلوں کی گڑگڑاہٹ ہوئی
میں بھی بارش سے بچنے کیلئے اوٹ تلاش کر رہا تھا
دور ایک بستی کے چند گھر نظر آئے
سوچا چلو اسی خیمے کو جو حوروں کا مسکن ہے
بارش میں بھیگنے سے ہتھیار بھی محفوظ ہوں گے
بادلوں کا شور تھا یوں لگتا ہے جیسے شادی کے موقع پر رقص ہو
طوفان بادوباراں نے خیمے کی بازو کی لکڑی گرادی
جلد ہی خیمے کو سہارا دینے والا اگلا کھمبہ بھی زد میں آ گیا
ہوا اور تیز بوندوں نے اس کی اوڑھنی اڑا ڈالی
پھولوں نے روح میں ہلچل مچادی
میری آنکھوں نے یہ نظارہ دیکھا
جیسے نرگس بہم ٹکرائیں، ہلیں
چہرہ کیا تھا، دیئے کی طرح روشن وتابناک
زلفیں کالے ناگ کی طرح کنڈل مارے ہوئے
ایسی سہمی ہوئی جیسے آہوئے رمیدہ
ایسی جوہردار جیسے خمیدہ تلواریں ہوں

مجھ پر جذب وجنوں طاری ہوا
خمار آلودہ آنکھیں جب اٹھ کر چمکتیں
بیقرار عاشقوں کو جلا کر راکھ کر دیتیں
بہشت کے لیموں کی طرح خوش ذائقہ
یا مکران کے آم اور انگوروں کی طرح لذیذ
میرا دل اسی روز سے جنوں آشنا ہوا
ہر چیز سے بیزار اور اسی کی دی ہوئی مدہوشی میں
شب زمستاں کی تعب وآزار میں بیٹھے بیٹھے صبح کرنے لگا (۲)

ان اشعار میں مست توکلی نے اپنے محبوب کے سراپے کو بیان کرنے سے پہلے اپنے ماحول کی منظر کشی بہت ہی حسین پیرائے میں کی ہے اور پھر محبوب کے چہرے، آنکھوں، زلفوں کے لئے جو تشبیہات استعمال کی ہیں وہ اتنی حسین اور پُر اثر ہیں کہ اس کو پڑھتے ہی قاری کی نگاہوں میں پہاڑوں کی بارش کا منظر گھوم جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مست توکلی کو سمو کا سراپا نظر آیا اور وہ دیوانہ ہوگیا۔

بلوچستان کی سرزمین پر بسنے والے لوگوں کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ قوم محنتی، بہادر، سخت جان اور جنگجو قوم ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ انھوں نے موت تو بخوشی قبولی ہوگی لیکن شکست نہیں، ہاں البتہ پیار و محبت میں یہ اپنی جان فدا کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ یہ قوم محبت اور نفرت قائم رکھنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس روایت کا آئینہ دار مست بھی ہے۔ بلوچ ہونے کے باوجود ''سمو'' سے نظریں چار ہونے کی وجہ سے ان میں عالمگیر محبت کا عنصر جاگ اٹھتا ہے۔ بلوچ رسموں اور روایات کی پاسداری کرتے ہوئے مری بگٹی قبائل کے درمیان قبائلی جنگ میں مست توکلی بھی شامل ہوئے لیکن بعد میں وہ یہ کہہ کر جنگ سے نکل آتے ہیں:۔

"جہاں سمو جیسی محبوبہ کا مسکن ہے

وہاں جنگ کی بری باتیں ہرگز اچھی نہیں
کون ہے جو اپنے پیاروں کو دربدر کرنا چاہتا ہے " (۳)

جس طرح قصیدہ میں تشبیب کے بعد گریز اور مدح اور دعا مرحلے وار اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح مست کا سمو سے عشق کو تشبیب سے اور سمو کی دوری کو گریز سے اور مدح و دعا کو مست کی اصل منزل قرار دیا جائے تو کوئی بڑھاوا نہیں ہوگا۔ محبت کے شدید احساس کو انھوں نے عبادات کی جانب پھیر دیا وہ کئی کئی دن پہاڑوں کی چوٹیوں، اندھیری غاروں میں یادالٰہی میں مصروف رہتے، مست توکلی کے کلام میں اللہ کی حمد، رسول اللہ ﷺ کی نعت، صحابہ کی منقبت، واقعہ معراج، واقعہ کربلا، صبر، توکل کی اہمیت و اخلاص کا ذکر شاعرانہ پیرائے میں ملتا ہے:۔

''وحدت ویکتائی خدا تعالیٰ کو زیبا ہے
وہ ایک ایسا بادشاہ ہے جو پاک ہے
اگر اظہار قہر پر اتر آئے تو اس کی سطوت بے پناہ ہے
رحمتوں پر مائل ہو تو نہایت مہربان اور رحم والا'' (۴)

حضور اکرم ﷺ کی شان میں اس طرح ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں:۔

''سوا لاکھ پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں لیکن
دنوں جہاں کیلئے بخشش کا وعدہ صرف ایک سے ہے
بہت سے اس کا دست راست تھامے ہوئے ہوں گے'' (۵)

وہ واقعہ معراج کو بڑے فصیح پیرائے میں بیان کرتے ہیں:۔

''میں اس روز کے لیے احسان مند ہوں
کہ تو نے رسول اکرم ﷺ کو معراج پر بلایا
دو طرح سے فرشتوں کا نزول ہوا

اپنے پیارے کو پیام پہنچایا
(عروج کے وقت) توانا بیلوں کے بچھڑے گویا لے اڑے تھے
یا پھر جوان تنومند اور بے پرواہ اونٹوں کی رفتار تھی
ایسے قوت مند لاطمع اور دردمند مرکب تھے
جو تیز رفتار کشتی کی طرح صبا رفتار کہ
منزلوں پر منزلیں طے کیں اور ملکوں کی حدود سے
چشم زدن میں گزرے
اور باغ ارم میں ساکن ہوئے
بارگاہِ رحمت سے کچھ بخشش لائے
اور اس لال کے پتن پر لا کر نچھاور کر دی
مست اس کیفیت کے شوق میں بدمست ہے(۶)۔

وہ اپنے اشعار میں فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ لوگوں کو اس راہ پر چلنے کیلئے اکساتے ہیں:۔

''حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹوں نے امت کو راہ حق دکھائی ہے
دردمندوں کو حق کے دربار سے فتح ملا کرتی ہے''(۷)۔

مست جب اللہ، رسول ﷺ کی مدح، اصحاب، اہل بیت اور ولی اللہ کی دی ہوئی تعلیم کو سمجھ لیتا ہے تو اس شخصیت کا علمی نمونہ دکھائی دیتے ہیں۔ جس کی خواہش علامہ اقبال کے اس اشعار میں ملتی ہے۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں
بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے

میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو
خدا کے بندوں سے پیار ہوگا (۸)

یہی وجہ ہے کہ اس مست کے کلام میں انسان دوستی کا عنصر نمایاں ہے۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ با قاعدہ مدرسے میں تعلیم حاصل نہ کرنے کے باوجود ان کا کلام بڑا فصیح و بلیغ ہے۔ وہ جو تشبیہات اور استعارات استعمال کرتے ہیں وہ اُس ہی علاقے کے ہیں جس میں وہ پلے بڑھے تھے، اور اس تخلیقی عنصر کی وجہ سے ان کے اندر چھپا ہوا ماہر لسان نمودار ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ مست توکلی اپنے محبوب کو ''جاندراہ پہاڑ'' کی ارغوانی چٹانوں پر اُگنے والے لیموں کے درخت سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:۔

'' میرا محبوب کوہ جاند راہ پر اُگے ہوئے لیموں کا ایک پیڑ ہے
جو دشوار گذار کھائیوں میں چٹانوں کے سائے میں بڑھا ہے
وہ ابر بہار کے خدوخال لئے ہوئے ہے
لہراتا ہے تو خوشگوار ہوا کا جھونکا ہے
اس کی شاخیں زامری کی بیل کی مانند پھیلی ہوئی ہیں
اس کے پتے محبوب کے چہرے کی طرح طلائی لگتے ہیں۔'' (۹)

ان اشعار میں ایک بھی تشبیہ بلوچستان سے باہر کی نہیں ہے مست توکلی کو اپنے اردگرد کے ماحول سے اتنا لگاؤ تھا کہ وہ اس میں موجود ایک ایک پتے، جھاڑی، پتھر سے پیار کرتے ہوئے اُسے اپنی سب سے پیاری شے سے مشابہہ قرار دیتے ہیں۔ اس طرح وہ سمو کی قامت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''سمو میراوہ گوہر گرانمایہ ہے جس میں کوئی عیب نہیں
صانع نے اسے یکساں تراش کر بنایا ہے ،
اس کے سراپا کی کجی (شیشہ کی مدد سے) ایک ایک کر کے نکالے ہیں۔'' (۱۰)

مست اُپنے محبوب سے ملنے اوراس کی دید کی پیاس کو بجھانے کیلئے سمندر کوتشبیہاً استعمال کرنے کے بجائے ندیوں اور مشکیزکوتشبیہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں اوراس طرح بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں پانی کی کمیابی اوراس کوکوسوں دور سے بھر کرلانے کا منظر نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے وہ کہتے ہیں۔

''محبوب تیری چاہت کی پیاس ایسی ہے کہ
ندیوں کو عبور کر کے مشکیزوں کو بند سمت نکل جاؤں
سمو کے ہاتھ سے چلو بھر پانی ملے تو یہ پیاس بجھ جائے۔'' (۱۱)

مست توکلی جب سمو کی یاد کی شدت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے تو وہ بیابان میں نکلے جاتے تھے اور اس طرح صحرانوردی کے ذریعے وہ اس شدت کو کم کرنا چاہتے تھے اس حال میں وہ سندھ کی طرف نکل آئے اور پھر جب کونجوں کو واپس جاتا دیکھتے ہیں تو سمو سے دوری برداشت نہیں کر سکتے اور کہہ اٹھے:۔

" کونجیں لوٹ رہیں ہیں میں بھی اب لوٹ چلتا ہوں
کونجوں کی ایک ڈار کے ساتھ میں بھی ہولیا ہوں
وہ قطار در قطار محوِ پرواز ہیں میں ان کے ساتھ چل رہا ہوں
کونجیں محو پرواز ہیں اور میں پیدل چل رہا ہوں
کونجیں خراساں کا عزم رکھتی ہیں میں سبی میں ستاؤں گا
میرا دل سمو سے راز و نیاز کیلئے تڑپ رہا ہے " (۱۲)

تمام زبانوں کی ادبیات کی طرح بلوچی ادب میں بھی عاشق کے دل کو ضدی قرار دیا جاتا ہے اور یہ ضدی دل اُسے بار بار محبوب کے کوچے میں لے جاتا ہے۔ اس کیفیت کو مست توکلی بڑے پُراثر پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔

''دل دیوانہ نادانی عشوہ گری کا شکار اپنی ہٹ دکھاتا ہے
اورزامر کے درخت کا ذکر کرتا ہے

لاڈلے بیٹے کی طرح ہٹ کا پکا سمو کے گیسوؤں کے سائے کا طالب ہے
دل دیوانہ ظالم اور بے رحم ہے منت سماجت کو خاطر میں نہیں لاتا'' (۱۳)

اسی طرح وہ اس ضدی دل کی ہٹ دھرمی سے مجبور ہو کر اپنے محبوب کو بددعا کا ڈر دلا کر راضی کرنا چاہتے ہیں مست کے ان اشعار کو ہم بلوچی زبان کی ایک خوبصورت واسوخت قرار دے سکتے ہیں وہ کہتے ہیں:۔

''مان جا جانِ جاں میرے دل کی بددعائیں نہ لے
تو آنکھیں اٹھاتی ہے تو سالہا سال کے دردِ ہجران سے رہائی ملتی ہے
دل اگر دور ہے تو آنکھوں کو محبت سے عاری نہ کر
دل کی آہوں کو دعوت نہ دے آوارہ فقیروں کی بددعا لگ جائے گی
خوشا تیرا خرامِ ناز۔ خوشا تیری دلربا ہنسی
خوشا مجھ سے لپٹی ہوئی خوشبوئیں یہ خوشبو مجھ سے دور نہ رکھ
تیرے خدوخال اپنی اپنی جگہ خوب ہیں کسی عضو میں کوئی عیب نہیں
سمو تیری گفتگو ایسی ہے جیسے صبح سویرے کہیں ستار بج رہا ہو
ہاتھوں کی انگوٹھیاں انگاروں کی طرح چمکتی ہیں (۱۴)

مست توکلی پہاڑوں، وادیوں، چٹانوں اور سنگلاخ میدانوں میں جذبہ عشق کی تسکین کے لئے پھرتے رہے۔ ان کی محبوبہ بھیڑوں کا ریوڑ لئے ان ہی مقامات پر چلتی پھرتی تھی۔ مست نے اس کیفیت کی منظرنگاری میں چھوٹی چھوٹی جزیات کا بھی خیال رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے مست کا کلام بلوچستان کے جنگلوں، پہاڑوں، پودوں، پھلوں، پھولوں پر تحقیق کرنے والے محققوں کے لئے بھی بنیادی مواد کا ایک مستند ذریعہ بن جاتا ہے اور یوں دونوں طرح کا قاری مست کے کلام کے سحر سے باہر نہیں نکل سکتا:۔

سمو ایک غزال کہستانی ہے
سمو انار کا کھلا ہوا پھول ہے

سمو اندھیروں میں ایک روشن دیا ہے
یا بارش کے بعد اُگنے والی بوٹی
سمو چوڑے پتوں والا انجیر کا پیڑ ہے
ایسا پیڑ جو دشوار گزار چوٹیوں پر اور جھیلوں کے کنارے اگا ہے (۱۵)۔

اس طرح ان کے بہت سے اشعار بلند خیالی اور معنی آفرینی کے وجہ سے بلوچی زبان میں ضرب المثل بن گئے ہیں۔ مندرجہ ذیل شعر سے بلوچ ثقافت اور روایات میں عہد و پیاں کی اہمیت کے متعلق ان کی شاعری سے ایک مثال ملاحظہ ہو:۔

مویشی ڈھورڈنگر کے لیے (موٹی) رسی اور
مرد کیلئے اس کا عہدو پیاں روگ بن جاتا ہے (۱۶)

بلوچی ادب کی عشقیہ داستانوں میں ''حانی شہ مرید، شہداد مہناز، بی برگ (بیورغ)، گراناز، سمو اور مست کی محبت کی کہانیاں ملتی ہیں۔ بظاہر تو یہ عام المیہ داستانیں ہیں۔ لیکن ان داستانوں کو بنیاد بنا کر زمیں اور آسمان اور خلاؤں سے وابستہ علوم وفنون، احساس و جذبات کے وہ نقطے بیان کئے گئے ہیں جن کو سمجھنے کیلئے مزید کئی صدیاں درکار ہوں گی۔

حوالہ جات:

۱۔ ملک محمد رمضان ''سمو بیلی'' ماہنامہ ''الس'' جولائی 1969ء ص 52۔
۲۔ غوث بخش صابر ''مست توکلی حالاتِ زندگی اور کلام'' لوک ورثہ اشاعت گھر 1986ء ص 231-237 ''نازک دستِ صنم کی''
۳۔ ایضاً ص 115
۴۔ ایضاً ص 59 ''حمد''
۵۔ ایضاً ص 61 ''نعت''
۶۔ ایضاً ص 207-209 ''قائم قدیم ذات''
۷۔ ایضاً ص 203 ''بلوچ خوشحال ہوں''
۸۔ کلیات اقبال
۹۔ غوث بخش صابر ''مست توکلی حالاتِ زندگی اور کلام'' لوک ورثہ اشاعت گھر 1986ء ص 125 ''لیمو کا پیڑ''

۱۰۔ ایضاً ص 71 ''سوز ہجراں''
۱۱۔ ایضاً ص 69
۱۲۔ ایضاً ص 189 ''مراجعت''
۱۳۔ ایضاً ص 190
۱۴۔ ایضاً ص 175 ''قاصدہ پرندہ''
۱۵۔ ایضاً ص 161 ''سمو ہے گل نورستہ''
۱۶۔ ایضاً ص 237
۱۷۔ ایضاً ص 83 ''آمد برشگال''

☆☆☆